

یہ عمر بھر جو پریشانیوں اٹھائی ہیں ہم نے
 تمہارے آئیو اے طرہ ہائے خم بہ خم آگے
 دل و جگر میں پر افشاں جو ایک موجہ خوں ہے
 ہم اپنے زعم میں سمجھے ہوئے تھے اسکو دم آگے
 قسم جنازے پہ آنے کی میرے کھاتے میں غالب
 ہمیشہ کھاتے تھے جو میری جان کی قسم آگے
 تو اس کا سایہ پاؤں سے آگے رہتا ہے
 شعر میں خوبی کا ایک پہلو یہ ہے
 کہ قتل میں سر کٹتا ہے
 اور سر ہی کو پاؤں سے دو قدم آگے
 بتایا ہے۔
 بجنوری مرحوم فرماتے ہیں:

”جب آفتاب رُہرو کی پشت کی جانب ہوتا ہے تو سایہ سامنے پڑتا
 ہے۔ مرزا دوپہر کے قریب مقتل میں جانے کے متعلق اپنا شوق یوں
 بیان کرتے ہیں کہ میرا سر پاؤں سے دو قدم آگے آگے ہے۔ اس
 کیفیت کو ہر شخص نصف النہار کے بعد خود دیکھ سکتا ہے۔“

۲۔ شرح : قصا و قدر کی مرضی یہ تھی کہ مجھے شراب بادۃ الفتن (شراب
 محبت میں بدمست) رکھتے۔ صرف ”خراب“ کا لفظ قلم سے نکلا تھا، آگے کچھ لکھا
 نہ گیا۔ یقیناً اس لیے نہ لکھا گیا کہ ”خراب“ لکھنے کے ساتھ ہی قصا و قدر کے قلم
 پر بدمستی طاری ہو گئی۔ گویا مرزا غالب خراب بادۃ الفتن ہونے کے بجائے
 صرف خراب، تباہ حال اور بدمست ہو کر رہ گئے۔

۳۔ شرح : زمانے نے ہمیں جو رنج و الم پہنچائے، ان کا نتیجہ یہ ہوا کہ
 نشاطِ عشق کا نشہ ہی بہر ہو گیا اور ہم عشق سے جو لطف اٹھاتے تھے، وہی باقی
 نہ رہا۔ جب تک دینی مصیبتیں ہم پر نازل نہیں ہوئی تھیں، ہم محبت کے غم
 سے خوب مزے لیتے تھے۔

اس شعر میں ”آگے“ بہ معنی ”یشتر“ استعمال ہوا ہے۔